عہدیداران بڑھتی ہوئی ضرورتوں کیلئے کمزور اور خاموش بیٹھ رہنے والوں کو خدمت دین میں لگائیں، مربیان کی تعداد بڑھائیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ اگست ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۶﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۷﴾ (النساء: ۹۶-۹۷)

اور فرمایا:

یہ دو آیات جو سورہ النساء کی آیات ۹۶ اور ۹۷ ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے کہ مومنوں میں سے وہ لوگ جو بیٹھ رہنے والے ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ بیماری یا کسی دیگر آزار کے باعث مجبور ہوں، کسی قسم کی تکلیف کے نتیجے میں وہ عملاً کسی کام میں حصہ نہ لے سکتے ہوں۔ پس ایسے لوگ جو مومنوں میں

سے بیٹھ رہنے والے ہیں وہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ ایک جیسے نہیں یعنی وہ مجاہدین فی سبیل اللہ جو اپنے اموال کے ذریعے بھی جہاد کر رہے ہیں، اپنی جانوں کے ذریعے بھی جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مجاہدین کو جو اپنے اموال اور جانوں کے ذریعے خدا کی راہ میں جہاد میں مصروف ہیں بیٹھ رہنے والوں پر ایک غیر معمولی درجہ عطا فرمایا ہے، ایک شاندار درجہ عطا کیا ہے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى حالانکہ ویسے تو سب مومنوں کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے حسن سلوک کا وعدہ فرمایا ہے سب سے ہی حسنہ عطا کرنے والا ہے لیکن وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا لیکن مجاہدین کے ساتھ جو غیر معمولی فضلوں کا سلوک ہے بیٹھ رہنے والوں کو اس کے ساتھ کوئی نسبت نہیں اُن کے اوپر غیر معمولی درجہ اور غیر معمولی زیادہ رحمتوں کی بارشیں ہونگیں جو مجاہدین ہیں دَرَجٰتٍ مِّنْهُ یہ ایسے عظیم مقامات ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو ملنے والے ہیں۔ درجہ کی بجائے یہاں درجات کہہ کر یہ غلط فہمی دور فرما دی کہ کوئی ایک ہی خاص مرتبہ ان کو عطا ہو گیا۔ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ میں ایک لامتناہی درجات کے سلسلے کا وعدہ فرما دیا گیا۔ تو پہلا لفظ درجہ جب واحد میں استعمال ہوا تو اس کے بعد درجات نے یہ مسئلہ کھول دیا کہ وہ درجہ کن معنوں میں ہے۔

عربی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ میں ایک واحد لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے خصوصیت کے ساتھ اس کے اندر بہت ہی عظیم الشان معنی پیدا ہو جاتے ہیں یعنی غیر معمولی شان پیدا ہو جاتی ہے اس میں۔ انہی معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو رَسُوْلًا مِّنْهُمْ کے طور پر بیان فرمایا گیا کہ ایک بہت ہی عظیم الشان رسول ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں اور بھی کئی مرتبہ آنحضرت ﷺ کا نام نکرہ کے طور پر لے کر آپ کے عظیم الشان لامتناہی حد ادراک سے باہر درجات کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔

پس درجات میں یہ بتایا کہ وہاں درجہ کسی ایک خاص فضل کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ درجہ سے مراد یہ تھی کہ غیر معمولی، بے انتہا بلند مقام اور مرتبہ ان کو عطا کیا گیا ہے اور اس مقام اور مرتبے میں پیچھے بیٹھ رہنے والے شامل نہیں ہیں۔ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ یہ مقام اور مرتبہ ایسا ہے کہ اس کے نتیجے میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو عظیم الشان مراتب عطا ہونے والے ہیں وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً اور بخشش بھی ہے اور رحمت بھی ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اللہ تعالیٰ بہت ہی مغفرت کرنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت پر غور کرنے سے یا ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قتال والے جہاد کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قتال کے وقت جب کہ جہاد تلوار کی جنگ میں تبدیل ہو چکا ہو اس وقت جو لوگ پیچھے بیٹھ رہتے ہیں اور ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہوتا ان کے متعلق تو قرآن کریم میں بہت ہی سخت وعید آتی ہے اور ایک سے زیادہ مرتبہ ان کے متعلق خدا تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا اظہار ملتا ہے اور بہت ہی سخت تنبیہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سب نیکیاں ضائع ہو جائیں گی اگر وہ پیچھے بیٹھ رہیں گے اور جب ساری قوم موت اور زندگی کی جدوجہد میں مبتلا ہو اور قتال ہو رہا ہو تو کسی مومن کو جو مجبور اور معذور نہ ہو قرآن کریم یہ حق ہی نہیں دیتا کہ وہ بلا عذر قتال سے باہر رہے۔ اس کے باوجود یہاں جن الْقٰعِدِيْنَ کا ذکر ہے ان کا ذکر فرماتے ہوئے دو باتیں بڑی نمایاں نظر آتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی قسم کی کوئی وعید کہیں نہیں ملتی، کوئی ناراضگی کا اظہار نہیں ملتا، کوئی نارِ جہنم کی وعید نظر نہیں آتی اور دوسری بات یہ کہ اگرچہ ان کے اوپر جہاد کرنے والوں کے درجات کا بیان تو ہے لیکن ان کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے الْحُسْنٰى سے باہر نہیں رکھا گیا بلکہ جملہ معترضہ کے طور پر بیچ میں آیت کا ایک ٹکڑا داخل فرمایا گیا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى پہلے مضمون کو چھوڑ کر بیچ میں اس کو داخل کر دیا گیا تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ان لوگوں پر بھی خدا تعالیٰ کا فضل تو بہر حال ہے، ان سے حسن سلوک کا وعدہ موجود ہے۔ اس کے باوجود دوسروں کو ان پر بہت فضیلت ہے جو خدمت دین میں بہت آگے آگے اور پیش پیش ہیں۔

پس یہ کون سے مجاہدین ہیں اور یہ کون سے مومنین ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے یہاں ایک خاص رنگ میں روشنی ڈالی اور وہ پیچھے بیٹھ رہنے والے کون سے ہیں جو پیچھے بیٹھ رہنے کے باوجود کسی نہ کسی رنگ میں ثواب میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ان کے متعلق اگلی آیت کسی حد تک وضاحت فرما دیتی ہے۔ فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۙ﴿۹۸﴾

اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ لَا
یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ حِیۡلَۃً وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ سَبِیۡلًا ﴿۹۹﴾ فَاُولٰٓئِکَ عَسَی
اللّٰهُ اَنۡ یَّعۡفُوَ عَنۡهُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا ﴿۱۰۰﴾

(النساء: ۹۸-۱۰۰)

ان دونوں کے متعلق یہ بیان فرما کر کہ بعض کو محض حسن سلوک کا وعدہ دیا گیا ہے بعض کو غیر معمولی درجات عطا فرمانے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ ایک اور گروہ کا ذکر فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ایسے بھی ہیں جو اس حالت میں مرتے ہیں یعنی خدا کے فرشتے ان کو اس حالت میں واپسی کا پیغام دیتے ہیں کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔ قَالُوۡا فِیۡمَ کُنۡتُمۡ وہ فرشتے ان سے پوچھتے ہیں یا پوچھیں گے کہ تمہارا کیا حال تھا؟ کیوں تم نے ایسا کیا؟ وہ جواب دیتے ہیں کُنَّا مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ہم زمین میں بہت کمزور سمجھے گئے اور ہم سے کمزوروں والا سلوک کیا گیا اس لئے ہم اپنے دین پر قائم نہیں رہ سکے، نیک اعمال پر قائم نہیں رہ سکے ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ نے یہ بات واضح کر دی کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو مجبوریوں کی حالت میں راہ حق سے یا عقیدۃً ہٹ جاتے ہیں یا عملاً ہٹ جاتے ہیں اور دین سے تعلق توڑ لیتے ہیں، خاموش ہو کر غائب ہو جاتے ہیں۔ تو یہ وہ الۡقٰعِدِیۡنَ ہیں جن کا پہلے الۡقٰعِدِیۡنَ سے کوئی تعلق نہیں ایک الگ ایک تیسری قسم ہے جس کا بیان ہو رہا ہے۔ قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَۃً فرشتے ان کو جواب دیں گے یا جواباً پوچھیں گے کہ کیا خدا کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر کے چلے جاتے فَاُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِیۡرًا یہ وہ لوگ ہیں جن کو جہنم میں سزا دی جائے گی اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے لوٹ کر آنے کی جگہ، ان کے پہنچنے کی جگہ بہت ہی بری ہے۔

اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ اب ایک چوتھے گروہ کا بھی ذکر فرما دیا گیا۔ اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ ہاں وہ کمزور حال لوگ جن کو لوگوں نے بالکل بے طاقت دیکھا مردوں میں سے بھی اور عورتوں میں سے بھی اور بچوں میں سے بھی وَ النِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا وہ کوئی حیلہ نہیں پاتے ۔ اتنے کمزور ہیں واقعۃً کہ ظالم اور جابر کا مقابلہ نہیں کر سکتے ، اپنی اعلیٰ قدروں کی حفاظت نہیں کر سکتے ۔ وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا اور ملک چھوڑ کر باہر جانے کے لئے بھی ان کے پاس کوئی چارہ نہیں ۔ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ بعید نہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے عفو کا سلوک فرمائے ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا اور اللہ تعالیٰ بہت ہی عفو فرمانے والا اور بہت ہی بخشنے والا ہے ۔

پس یہ جو چار گروہ ہیں یہ ایک ایسی حالت کی خبر دے رہے ہیں جس میں ایمان لانے کے نتیجے میں بعض خدا کے بندوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ۔ قتال نہیں ہو رہا ، یک طرفہ ظلم توڑے جا رہے ہیں ۔ اس وقت چار قسم کے گروہ ہیں جن کا ذکر ملتا ہے ایک وہ جو ظلموں سے مرعوب ہونے کی بجائے خدا تعالیٰ کا پیغام دوسروں تک پہنچانے میں ، مالی اور جانی قربانی پیش کرنے میں ، خدا کی خاطر ہر قسم کے دکھ اٹھانے میں صفِ اول کے مجاہدین ہیں ۔ ہر نیکی کے میدان میں مصائب کی شدت کے باوجود جرأت کے ساتھ آگے بڑھنے والے ہیں اور کسی قسم کی آفات ان کے اخلاص اور ان کے جذبہ خدمت پر برے رنگ میں اثر انداز نہیں ہوتیں ۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو اپنے دین کی تو حفاظت کرتا ہے ، اپنے ایمان کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا لیکن عملاً غیر معمولی طور پر خدمت دین میں آگے نہیں بڑھتا ، خاموش بیٹھ رہتا ہے ۔ جو مجاہدین ہیں ان کو داد کی نظر سے دیکھتا ہے ، ان کے حق میں دعائیں ضرور کرتا ہوگا لیکن جانی یا مالی قربانی میں ایسے سخت دور میں انہیں خاص خدمت کی توفیق نہیں ملتی ۔

تیسرے وہ ہیں جو ظلموں سے مرعوب ہونے کی وجہ سے اپنے دین کو نقصان پہنچا بیٹھتے ہیں یعنی نظریاتی لحاظ سے یا عملی لحاظ سے کسی پہلو سے بھی ہو اور باوجود اس کے کہ استطاعت رکھتے ہیں ہجرت نہیں کرتے ۔ مالی منفعتیں ، دنیا کے فوائد یا نقصانات کے احتمالات ان کو اس بات سے باز رکھتے ہیں کہ وہ ایک جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جائیں ۔ ایسے لوگوں کے لئے نہایت سخت وعید ہے کہ جہنم ان کا ٹھکانہ ہے اور یہ ٹھکانہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے ۔

چوتھا گروہ وہ ہے جو اتنا کمزور ہے کہ نہ اپنے ایمان کی صحیح طرح حفاظت کر سکتا ہے نہ ہجرت کی طاقت پاتا ہے اور بالکل بے بس ہے ۔ ان کے متعلق فرمایا کہ بعید نہیں کہ اللہ ان سے حسن سلوک

فرمائے، ان سے عفو کا معاملہ کرے کیونکہ ان کی بھی حالتیں مختلف ہوں گی بعض لوگ نسبتاً بہتر توفیق پانے کے باوجود پورا اس سے استفادہ نہیں کر رہے ہوں گے۔ کچھ ایسے ہوں گے جو خدا کے نزدیک بالکل معذور ٹھہر رہے ہوں گے تو ان کے متعلق عمومی مغفرت کا وعدہ فرما دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ ان سب سے اللہ تعالیٰ عفو کا سلوک فرمائے گا۔

تو ان چاروں آیات میں جو مضمون نظر آ رہا ہے وہ ایک ماحول ہمارے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ ایک ظلم اور تشدد کا ماحول جس میں خدا کے کچھ بندے مجبور اور بے طاقت کئی قسم کے مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں اور ان میں پھر مختلف حالتوں میں ہمیں اللہ کے نام پر مظالم کا نشانہ بنتے ہوئے ہمیں مختلف حالتوں میں لوگ دکھائی دیتے ہیں جن کے ردعمل مختلف ہیں جن کا میں نے بیان کر دیا ہے۔

اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیوں میں نے خصوصیت کے ساتھ ان آیات کا انتخاب کیا اور کیوں صرف پہلی دو آیات تلاوت کیں ہیں اور باقی پہلی دو آیات کی وضاحت کے لئے بعد میں پڑھیں۔ آج کے خطبے کے لئے میں نے صرف پہلی دو آیات کو خصوصیت کے ساتھ سامنے رکھا ہے۔ بہت سی باتیں ان آیات میں ایسی بیان ہوئی ہیں جو سرسری نظر سے معلوم نہیں ہوتیں لیکن اگر آپ گہرا مطالعہ کریں تو زندہ رہنے کے بہت سے گر ان آیات میں سکھا دیئے گئے ہیں۔

مختلف وقتوں میں مختلف منتظمین کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے دراصل ان کے انتظام کی صلاحیت نمایاں طور پر اجاگر ہو کر اس وقت ابھرتی ہے جب وہ مشکلات کے دور میں سے گزر رہے ہوں اور شدید مخالفت کا سامنا ہو یہاں تک کہ یہ خطرہ ہو کہ اگر مستعدی کے ساتھ حالات کا مقابلہ نہ کیا گیا تو قوم شاید صفحۂ ہستی سے مٹا دی جائے، ایسے حالات بھی قوموں پر آتے ہیں۔ جہاں تک الٰہی جماعتوں کا تعلق ہے خدا کا وعدہ ہے کہ دشمن کو ہرگز توفیق نہیں ملے گی کہ وہ انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے اس لئے اس خطرے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں تک ذمہ دار منتظمین کا تعلق ہے ان کے پھر مختلف قسم کے حالات ہیں۔ دو گروہ خاص طور پر ایسے ہیں جن کا اس پہلی آیت کریمہ میں ذکر ہے اور جن کے متعلق میں جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

ہمارے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان اور دیگر عہدیداران کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ مومنوں کے پہلے دو درجات جن کو صف اول اور صف دوئم کے درجے کے مومن قرار دیا جا سکتا ہے

ان کا اس آیت میں ذکر ہے۔ایک وہ ہیں جو ہر حال میں ، ہر مشکل کے وقت بہر حال سابقون میں شامل رہتے ہیں اور خدا کی خاطر ہر مصیبت کے دور میں بھی خدمت دین سے پیچھے نہیں ہٹتے ۔ بہت سے امراء اور عہدیداران ہیں جوان کے حال پر نظر رکھ کر راضی ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ جو خدمت دین ادا کر رہے ہیں بس یہی کافی ہیں۔حالانکہ ایک اور طبقہ بھی ہے جس کا اس آیت میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ ہے بیٹھ رہنے والوں کا دوسرا طبقہ جو ایمان کے لحاظ سے زخمی نہیں ہوتے حقیقۃً مومنوں کے ساتھ ہی ہیں اور ان سے بھی خدا تعالیٰ حسن سلوک فرمائے گا لیکن وہ ایسا طبقہ ہے جو عملاً عظیم قومی جہاد میں شامل نہیں ہے۔ایسے لوگ، بہت سے ایسے منتظمین ہیں چند نہیں بلکہ بہت سے ایسے منتظمین ہیں، جہاں تک میں نے دنیا کی جماعتوں کا جائزہ لیا ہے میرا خیال ہے بدقسمتی سے اکثریت ہمارے منتظمین کی ایسی ہے جو اس دوسرے طبقے کو نظر انداز کر دیتی ہے اور ان پر کام نہیں کرتی۔ نتیجۃً ان کی جماعتوں کی حالت یکساں سی رہتی ہے۔یعنی مقامی کوششوں کے نتیجے میں وہ ترقی نہیں کرتی۔ دیگر حالات تبدیل ہو جائیں بیرونی اثرات کے نتیجے میں ممکن ہے ان میں سے بعض سوئے ہوئے بھی جاگ اٹھیں۔یعنی جہاں تک مقامی منتظمین کا تعلق ہے وہ نیم خوابیدہ طبقہ جو ضائع نہیں ہوا مگر جاگ کر قومی جہاد میں حصہ بھی نہیں لے رہا اس کی طرف وہ متوجہ نہیں ہوتے۔

چنانچہ بعض ایسی جماعتیں ہیں کہ بیسیوں سال سے وہ اسی حالت میں ہیں جو خدا تعالیٰ کی تقدیر سے خود بخود اچھے لوگ نکل کر آگے آ گئے، خدمت دین میں پیش پیش ہیں انہی کے کام کے مجموعہ کو ہم جماعت کے کام کا مجموعہ قرار دے سکتے ہیں لیکن جو نسبتاً کمزور تھے یا خاموش بیٹھ رہنے والے تھے ان کو بیدار کرنے اور صف اول میں شامل کرنے کی کوئی انتظامی کوشش نہیں کی گئی۔آج بھی ایسا حال ہے بعض جماعتیں میرے آنکھوں کے سامنے ہیں جن کے امراء مسلسل یہ خیال رکھتے ہیں کہ نسبتاً پیچھے رہنے والوں کو محنت کر کے آگے لایا جائے اور ان کو عظیم الشان درجات سے محروم نہ رکھا جائے۔ چنانچہ دن بدن ان جماعتوں کی حالت پہلے سے بہتر ہوتی چلی جاتی ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا اکثر صورتوں میں پریذیڈنٹ کو یا امیر کو بنے بنائے جو مخلصین مل جائیں وہ ان پر راضی رہتا ہے اور خود مخلص بنانا آتا نہیں۔اور آج کل ہم جس دور میں سے گزر رہے ہیں ہمیں کثرت کے ساتھ ان دونوں میں سے صف اول کے مومنین کی ضرورت ہے کیونکہ مسائل اور مشکلات بڑھتے جا رہے ہیں۔

کچھ ایسے ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو چکے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جن کی دشمن تیاری کر رہا ہے، جن کی خبریں ہمیں دنیا کے کونے کونے سے موصول ہو رہی ہیں۔ اگر آپ کو یہ اندازہ ہو کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کے لئے کتنے نئے سکول اور کالج اور جامعہ کھولنے کا منصوبہ بن چکا ہے، اس کی شرارت کے جتنے بھی پہلو ممکن ہیں ان سب کو مدنظر رکھتے ہوئے تیاری کی جا چکی ہے، اربوں روپیہ دنیا میں خرچ کر کے آئندہ نسلوں میں جماعت احمدیہ کے خلاف زہر پھیلانے اور مشکلات کے بیج بونے کے جو سامان کئے جا رہے ہیں اگر ان کا آپ کو اندازہ ہو تو آپ میں سے جو کمزور ہیں وہ ممکن ہے مایوس ہو جائیں۔ بہت بڑی بڑی طاقتیں ہیں جو اس پر کام کر رہی ہیں اور ایسے دنیا کے ممالک جن میں اس وقت آپ کو امن دکھائی دے رہا ہے ان کے متعلق بھی نہایت ہی خطرناک منصوبے ہیں جو اس وقت زیر عمل ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ جماعت کو باوجود اس کے کہ ہمارے ہاں کوئی جاسوسی کا نظام نہیں ہے ان باتوں سے باخبر رکھتا ہے۔ کہیں نہ کہیں سے جہاں یہ باتیں پنپ رہی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ جماعت کے کسی مخلص دوست کو اطلاع ملتی ہے اور پھر وہ جو بھی اطلاع ملتی ہے وہ آگے ہمیں پہنچا دیتا ہے۔ تو کچھ مخالفت ظاہر ہے اور کچھ مخالفت مخفی ہے ابھی جس کی بہت سی تیاری کی جا رہی ہے۔ اسی طرح مخالفت سے قطع نظر جماعت کے کام جو نئے نئے ابھر رہے ہیں نئے نئے منصوبے ہمارے سامنے آ رہے ہیں، نئی نئی ترقی کی راہیں اللہ تعالیٰ کھول رہا ہے، نئے محنت کے میدان ہمارے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس کے لئے مثبت پہلو سے بھی دیکھیں تو ہمیں بہت زیادہ خدمت دین کرنے والوں کی ضرورت ہے۔

تو ذمہ داریاں اتنی زیادہ ہیں کہ یہ چند آدمی جو خود بخود اخلاص کے ساتھ پیدا ہو جاتے ہیں جن کا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر حالت میں انہوں نے خدمت دین کرنی ہی کرنی ہے، کوئی حالات کی تبدیلی انہیں باز نہیں رکھ سکتی، وہ ہمیشہ صف اول میں رہیں گے، جان مال کی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہیں گے۔ ان پر بنا کرتے ہوئے ان پر راضی رہتے ہوئے جو امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان یہ خیال کرتے ہیں کہ مستقبل کی ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں گے وہ غلطی میں ہیں۔

ایسے لوگوں کی مثال زمینداروں کی صورت میں اس طرح دی جا سکتی ہے کہ بعض زمیندار

ایسے ہوتے ہیں جن کو زمین کا جو اچھا ٹکڑا مل جائے اسی پر فصل لگاتے رہتے ہیں اور جو نسبتاً کمزور ٹکڑے ہیں ان کی بحالی کی کوشش نہیں کرتے یا محنت برداشت نہیں کر سکتے۔ نتیجۃً دو طرح کے نقصان پہنچتے ہیں ان کو۔ اول یہ کہ جو زمین بحال ہو سکتی تھی بحال نہ ہونے کے نتیجے میں بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر یہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ایسی حالت میں پہنچ جائے کہ پھر اس کی واپسی ممکن نہ ہو۔

چنانچہ یہ جو تیسری آیت میں ذکر ہے وہ اسی قسم کی زمینوں کا ذکر ہے۔ ابتداء میں اچھے بھلے مومن ہوں گے خدمت دین سے غافل رہنے کے نتیجے میں رفتہ رفتہ سرکنے شروع ہوئے یہاں تک کہ اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ جیسا کہ لوگوں نے دیکھا واقعۃً اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ ہو گئے۔ یعنی ضعیف زدہ ہو گئے اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ نہیں رہے بلکہ ضعف زدہ بن گئے۔ پہلے دشمن نے ان کو کمزور سمجھا پھر واقعۃً کمزور ہو گئے۔ چنانچہ ایسی زمینیں پھر ہاتھ سے نکل جاتی ہیں اور کلر تھور کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان کو واپس لانے کے لئے غیر معمولی محنت کرنی پڑتی ہے۔ کچھ زمیندار ایسے ہیں جو ان پر بھی محنت کرتے ہیں اور ان سے بھی غافل نہیں رہتے ان کو بھی کھینچ کر واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایسے جو دو قسم کے زمیندار ہیں ان کے حالات میں زمین آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔

مجھے لمبا تجربہ ہے زمینداری کا خود اپنے بھی اور بھائیوں کی مشترکہ زمین پر بھی میں نے کام کیا ہے اس لئے میں جانتا ہوں کہ جہاں ایسا مینیجر ہو جو محض دکھاوے کے لئے اپنی اوسط (Average) کو بڑھانا چاہتا ہے وہ بالعموم اچھی زمینیں اپنے لئے چُن لیتا ہے اور انہیں پر کام کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ دیکھیں میرے فی ایکڑ اوسط کا معیار دوسرے سے بہتر ہے۔ اس کے مقابل پر ایک دوسرا مینیجر ہوتا ہے جو دیانت داری اور اخلاص کے ساتھ زمیندارے سے محبت کرتے ہوئے، زمیندارے کے اصولوں کو سمجھ کر کام کرتا ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ شروع میں بعض دفعہ اس کی اوسط کم دکھائی دیتی ہے اور بعض دفعہ کئی سال تک اس کے کام کی خوبیاں ظاہر نہیں ہوتیں لیکن رفتہ رفتہ جب آپ دیکھتے ہیں تجزیہ کر کے گزشتہ سالوں سے مقابلہ کر کے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زمینیں دوسرے مینیجر کی نسبت بہت زیادہ آگے نکل چکی ہیں۔ خراب زمینوں اچھی زمینوں کی نسبت میں فرق پڑ گیا، اچھی زمینیں پہلے سے بہت بہتر ہو گئیں رفتہ رفتہ لیکن اس کے برعکس جو خراب مینیجر ہے یا خراب زمیندار یا ناواقف زمیندار اس کو ایک اور نقصان بھی پہنچتا ہے۔ اگر زمین اچھی ہو اور تھوڑی ہو اور اس پر زیادہ بوجھ ڈالا

جائے تو پھر وہ اچھی نہیں رہتی اور وہ بھی کمزور رہنے لگ جاتی ہے۔ طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈال دیں تو جتنا پہلے آپ حاصل کر سکتے تھے اس سے وہ حاصل نہیں کر سکتے۔

آپ مثال لیں ہمیں مالی طور پر قربانی کی مسلسل پیچھے سے ضرورت پڑتی چلی آرہی ہے اللہ کے فضل سے اور جماعت بڑے شوق سے اس میں حصہ لیتی چلی جارہی ہے۔ کئی امیر ہیں جو نسبتاً مالی قربانی میں پیچھے رہنے والوں کی طرف بھی توجہ کرتے ہیں۔ چنانچہ جب نئی تحریکیں آتی ہیں، جب نئے قسم کے مالی قربانی کے تقاضے سامنے آتے ہیں تو ہر وقت کچھ نئے لوگ ہیں جو آگے آکر اس بوجھ میں ساری جماعت کے شریک ہوتے چلے جارہے ہوتے ہیں۔ بعض امراء ایسے ہیں دوڑ دوڑ کر انہیں کے پاس جاتے ہیں جن کو مالی قربانی کی عادت ہے اور ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ جب ان پر بوجھ ڈالتے ہیں تو چوتھی یا پانچویں دفعہ بالآخر وہ اپنے دروازے بند کرنے لگ جاتے ہیں۔ گھبرانے لگ جاتے ہیں کہ اب فون آیا ہے یا اطلاع آئی ہے یا دروازہ کھٹکا ہے تو ضرور کچھ مانگنے کے لئے آئے ہونگے۔ ان کے اوپر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنے کے نتیجے میں جماعت پر بھی ظلم کیا گیا اور ان کی ذات پہ شدید ظلم کیا گیا۔ اس سے پہلے وہ اخلاص کے ساتھ قربانی کرتے تھے، اس سے پہلے ان کو قربانی میں لطف آتا تھا لیکن جب طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈال دیا گیا تو پہلے ان کا لطف ضائع کیا گیا یہ ان پر ظلم کیا گیا پھر لطف کی بجائے بدمزگی شروع ہوئی اور بوجھ کا احساس بڑھنا شروع ہوا جس کے نتیجے میں قربانی کے ثواب سے بھی وہ محروم رہ گئے۔ تو اچھی زمینوں کو یہ لوگ بری زمینوں میں تبدیل کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس وقت جماعت جس دور میں سے گزر رہی ہے اس وقت ہمارے کاموں پر بوجھ بڑھنے والے ہیں۔ مخالفت کے مقابلے کے لحاظ سے بھی ایک دو ملکوں کی بات نہیں رہے گی۔ آئندہ چند سالوں میں یا آٹھ یا دس سال کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کئی ممالک ایسے ظاہر ہوں گے جہاں جماعت احمدیہ کے خوف کے نتیجے میں، اس سے ڈر کر یہ محسوس کر کے کہ یہ جماعت غالب آنے والی ہے بڑی شدید مخالفتیں ہوں گی۔ وہ چند مخلصین جو اس وقت ساری جماعت کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہیں وہ کافی نہیں ہوں گے اس وقت۔ اب وقت ہے ہمارے پاس کہ ان نسبتاً غافل لوگوں کو جو خدا کے غضب کے نیچے ابھی نہیں آئے ان سے حسن سلوک کا وعدہ ابھی جاری ہے، جن کا ایمان سلامت ہے،

ان کو دین سے محبت ضرور ہے مگر کمزور ہے، ان کو آگے لایا جائے اور ان کے اوپر ذمہ داریاں ڈالی جائیں۔ جن جماعتوں میں اس طرف توجہ دی جاتی ہے وہاں حیران ہو جاتا ہے انسان یہ دیکھ کر کہ کثرت سے لوگ نکلنے شروع ہو جاتے ہیں، بڑی برکت پڑتی ہے اس کام میں۔ چنانچہ میں نے انگلستان کی مثال بارہا دی ہے جب میں یہاں آیا تھا اس سے پہلے چند گنتی کے چہرے تھے وہی ہر کام میں بار بار سامنے آنے والے تھے اور جو کام ہوتا تھا بالآخر ان کے ذمے ڈال دیا جاتا تھا لیکن اب کئی گنا زیادہ ، کوئی نسبت ہی نہیں رہی ۔ ایسے نوجوان، ایسے بوڑھے، ایسے مرد ،ایسی عورتیں کاموں میں آگے آگئے ہیں کہ پہلے ان کے متعلق واہمہ بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ خدمت دین کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان میں سے پھر ایسے اچھے چمکے ہیں بعض جو پہلوں سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ زمینداری میں بھی میں نے یہی دیکھا ہے بعض دفعہ جن زمینوں کو چھوڑا جاتا ہے جب ان کی اصلاح کی جاتی ہے تو اتنا پھر پھل دیتی ہیں کہ جن کو ہم پہلے اچھی زمینیں سمجھا کرتے تھے ان سے بھی بہت آگے بڑھ جاتی ہیں۔

تو جماعت میں خدمت دین کرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ ایک تو خوشخبری ہمیں بہر حال مل چکی ہے کہ فتنہ وفساد کی انتہا کے باوجود بہت شاذ وہ لوگ ہیں جن کا تیسری آیت میں ذکر کیا گیا ہے یعنی ظَالِمِىۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۔ پاکستان جیسے شدید خطرناک حالات میں ایسے لوگ جو مرتد ہو گئے یا جماعت سے منہ موڑ کر چھپ گئے ،نظروں سے اوجھل ہو گئے وہ ظَالِمِىۤ اَنۡفُسِهِمۡ ہیں۔ ان کی تعداد دیکھیں گنتی کے چند لوگ ہیں۔ تو یہ تو ایک عظیم الشان خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ابتلا میں سے جماعت کے اکثر حصے کو اس طرح گزارا کہ وہ مرے نہیں اور شدید زخمی بھی نہیں ہوئے، معمولی کمزوریاں پیدا ہوئیں ایسی کمزوریاں جن سے خدا مغفرت کا سلوک فرمانے کا وعدہ فرما رہا ہے۔

دوسری بڑی خوشخبری یہ ہے کہ ایسی زمینیں کثرت کے ساتھ موجود ہیں جو اصلاح کے لائق ہیں اور تھوڑے سے کام کے نتیجے میں بہت ہی زرخیز زمینیں بن سکتی ہیں اور انذار کا پہلو یہ ہے کہ اگر ان کی طرف توجہ نہ کی گئی، اگر ان کو صف اول میں لانے کی کوشش نہ کی گئی تو یہی وہ زمینیں ہیں جو رفتہ رفتہ تیسری قسم میں تبدیل ہوا کرتی ہیں اور پھر کلر تھور بن جاتی ہیں پھر ان کی بحالی کی اگر کوشش کی بھی جائے تو بہت زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔

تو ہر جگہ کے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان اور دیگر کارندوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ آئندہ بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر ہمیں ابھی سے خدمت دین کی صف اول میں کام کرنے والوں کی تعداد کو بڑھانا چاہئے۔ اس سلسلے میں کچھ نفسیاتی روکیں بھی ہیں جن کا تجزیہ ضروری ہے ورنہ بہت سے امیر اور پریذیڈنٹ صاحبان ایسے ہوں گے جن کو پتا ہی نہیں ہوگا اپنا کہ ہم کیوں یہ کام نہیں کر رہے۔ کچھ تو جیسا کہ میں نے ایک پہلے خطبہ میں بھی اشارہ کیا تھا اپنی بے وقوفی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھی ہیں اور کچھ لوگ ہمارے دشمن ہیں یعنی ناجائز طور پر بے وجہ بعض احمدیوں پر اعتماد نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو ہیں ہمارے مخالفین ان کو ایک طرف چھوڑ دو اور یہ چند لوگ اچھے ہیں یا مخالف نہ بھی سمجھیں تو بدظنی کرتے ہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں جی! یہاں تو قحط الرجال ہے۔ کام کرنے والے ملتے ہی کوئی نہیں۔ قحط الرجال تو نہیں ہے لیکن قحط العقل ضرور ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم بتا رہا ہے کہ قحط الرجال نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ خاموش بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں تمہیں نظر نہیں آرہے ہوتے۔ اس دور کی آزمائش نے ہمیں بتا دیا کہ ہمارے ہاں کثرت سے ہیں ایسے لوگ جن میں الرجال بننے کی خاصیت موجود ہے، ان کو اگر صحیح طریق پر آپ آگے لانے کی کوشش کریں تو بہت اچھے اچھے لوگ آپ کے پاس موجود ہیں جن کو آپ نظر انداز کئے بیٹھے ہیں۔

پس بہت سے امراء ہیں جو بدظنی کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو دنیا کے کسی دور میں بھی قحط الرجال نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ سب سے زیادہ خطرناک دور جسے قحط الرجال کا دور کہا جاسکتا ہے وہ انبیاء کے ظہور کا دور ہوا کرتا ہے۔ ایک دفعہ تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ ایک شخص کے سوا خدا تعالیٰ نے ہر دوسرے انسان کو رد فرما دیا ہے۔ ایک وجود ابھرتا ہے اور اس کے اردگرد سارے فساد کی کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ وہ لوگ جو انتہائی ردی حالت میں دکھائی دے رہے ہوتے ہیں وہ وجود ان پر ہاتھ ڈالتا ہے اور ان کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کر دیتا ہے۔

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ
وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۳﴾ (الجمعہ: ۳)

یہ نقشہ ابھرنے لگتا ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے میں جتنا قحط الرجال

ممکن ہوسکتا تھا وہ تھا بظاہر لیکن اللہ کی تقدیر نے ثابت کیا کہ خدا کے بہادر بندوں کے سامنے قحط الرجال نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جو اللہ پر توکل کرنے والے ہوتے ہیں، دعاؤں سے خدا کی مدد مانگتے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ اپنے اموال اور اپنی جانوں سے کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ ان کو خدا یہ توفیق بخشتا ہے کہ جہاں مرد نظر نہ آ رہے ہوں وہاں سے مرد پیدا کر کے دکھا دیتے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ گوبر کے ٹکڑے نظر آتے تھے جن پر ہاتھ ڈالا محمد مصطفی ﷺ نے اور چمکتی ہوئی سونے کی ڈلیوں میں تبدیل فرما دیا۔ (القصائد الاحمدیہ صفحہ: ۳)

پس آپ بھی تو اسی کے غلام ہیں، اسی کی محبت کا دعویٰ کرنے والے ہیں، اسی عظیم وجود کے کام کو آگے بڑھانے کا عہد لے کر اٹھے ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے افراد کو اگر کوئی امیر یہ کہہ کر رد کرتا ہے کہ یہاں قحط الرجال ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے ہاں عقل کا یا ایمان کا قحط ہوسکتا ہے لیکن قحط الرجال نہیں، اگر قحط الرجال ہوتا **نعوذ باللہ من ذالک** تو اس وقت پاکستان کے اکثر احمدی مرتد ہو چکے ہوتے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ پوری طرح بے عملی کا شکار ہیں لیکن نسبتیں ہوا کرتی ہیں، یہ دو گروہ خدا تعالیٰ نے نمایاں طور پر دکھائے ہیں یہ مطلب نہیں کہ ان کے درمیان کوئی اور ٹکڑا ہی نہیں آتا، درجہ بدرجہ فرق پڑا کرتے ہیں۔

پس اس وقت میرا جائزہ یہ ہے کہ جماعت، ساری دنیا کی جماعتوں میں، اکثر جماعتوں میں اکثر احمدی ایسے ہیں جو ابھی صف اول کے مجاہد نہیں ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر معمولی کام کی گنجائش موجود ہے۔ اگر آپ ان سب کی تمام صلاحیتوں کو صف اول کی صلاحیتوں میں تبدیل کر دیں تو اتنی بڑی طاقت جماعت احمدیہ بن چکی ہے کہ ساری دنیا کی طاقتیں مل کے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ طاقتیں خدا نے دیکھیں ہیں تو ہم پر بوجھ ڈالے ہیں، یہ طاقتیں خدا کی تقدیر کو دکھائی گئی ہیں تبھی اتنے بڑے بڑے ابتلاؤں میں سے جماعت کو خدا تعالیٰ نے گزارنا شروع کیا ہے۔

پس ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے امرائے جماعت پر اور پریذیڈنٹ صاحبان پر یا دیگر عہدیدار خواہ وہ قائد کہلائیں یا زعیم کہلائیں، جو نام بھی ان کا رکھیں۔ **طریقہ کار یہ ہونا چاہئے کہ کچھ پیچھے ہٹنے والے یا کمزور رہنے والے آدمیوں پر تھوڑی ذمہ داریاں ڈالنی شروع کریں۔ ان کو اپنے ساتھ ملائیں، ان سے محبت اور پیار کا سلوک کریں ان پر**

اعتماد کریں۔ ان سے کہیں یہ یہ کام جماعت کے ہونے والے ہیں چند ہی آدمی ہیں جن پر بار بار بوجھ ڈالے جاتے ہیں خطرہ ہے وہ تھک نہ جائیں ان کی طاقت سے بوجھ بڑھ نہ جائے اس لئے آپ تھوڑا سا ان کو سہارا دیں۔ چنانچہ بعض اچھے آدمیوں کے ساتھ بعض کمزور آدمی شامل کئے جائیں، نوجوانوں کو بھی پکڑا جائے اور کچھ نہ کچھ کام دیا جائے۔ کام اگر دیا جائے اور کوئی کام کر لے تو کسی شخص کا یہ احساس کے میں نے ایک اچھا کام کیا ہے یہ ہی اس کی جزا ہوا کرتی ہے اور آئندہ کام کے لئے طلب دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک ایسا اہم نفسیاتی نقطہ ہے جس کو بھلا دینے کے نتیجے میں ہم بہت سے ایسے آدمیوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ کسی آدمی کو پکڑیں اس سے کوئی اچھا سا کام لے لیں اور پھر دیکھیں کہ اس کے اندر کیسی بشاشت پیدا ہوتی ہے اور آئندہ اتنا کام نہیں بلکہ اس سے زیادہ کام کرنے کی صلاحیت اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور یہ کام ایسا نہیں ہے کہ ایک دو دن میں ہو۔ بعض دفعہ مہینوں بعض دفعہ کئی سال چاہئیں لیکن ایسی جماعتیں جو اس طرح اپنے کمزوروں کو طاقتوروں میں تبدیل کرنے کا عزم رکھتی ہیں اور حکمت کے ساتھ منصوبہ بنا کر ان پر کام کرتی ہیں ان کی حالت دن بدن بدلتی چلی جاتی ہے۔

اللہ کے فضل سے دنیا میں کئی ایسی بڑی بڑی جماعتیں ہیں جو بڑے بڑے صوبوں کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہوگئی ہیں، بڑے بڑے ملکوں کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہوگئی ہیں۔ اور ایسی کثرت سے جماعتیں ہیں جو ابھی بیدار نہیں ہوئیں پوری طرح۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ مومنوں میں سے جو الْقٰعِدِيْنَ ہیں، بیٹھ رہنے والے ان میں اور آگے بڑھنے والوں میں بہت فرق ہے، غیر معمولی فرق ہے۔ تو اس میں ایک خاص نقطہ ہے جو ہمیں بیان فرمایا گیا ہے جو ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ جتنا ان میں فرق ہے اتنا ہی ہم ان کے درجات سے محروم ہو رہے ہیں۔ معلوم یہ ہو رہا ہے کہ ہم میں سے جو بہترین کام کرنے والے ہیں وہ نہ کام کرنے والوں سے اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ اگر نہ کام کرنے والوں کے قدم ہم بڑھانے شروع کریں ان کو ساتھ ملانے کی کوشش کریں تو بہت سے درجات سے گزر کر ان کو وہاں تک پہنچنا ہوگا اور جتنے درجات سے وہ گزریں گے اتنا ہی جماعت کو فائدہ ہے۔ ہر درجے پہ وہ جماعت کے لئے کچھ حاصل کرنے والے ہوں گے، ان کی کوششیں ہر مقام پر جماعت کے لئے کوئی پھل پیدا کریں گی۔ ترقی کی لامتناہی گنجائش موجود ہے یہ بتا رہی ہے یہ

آیت۔ اپنے اوّلین کو دیکھو اور اپنے آخرین کو دیکھو، تمہارے اندر پوشیدہ صلاحیتیں موجود ہیں۔

پس اس نقطۂ نگاہ سے دنیا کی ہر جماعت میں باقاعدہ منصوبہ بننا چاہئے ملکی سطح پر بھی، صوبائی سطح پر بھی اور جماعتی سطح پر بھی اور ایسے لوگ جن کی بہت سے صلاحیتیں ابھی Harness نہیں ہوئیں، ان کے اوپر ذمہ داریوں کے بوجھ نہیں ڈالے گئے، ان کے متعلق منصوبے بنائے جائیں کہ کس طرح ان کو آہستہ آہستہ جماعت کے غیر معمولی فعال اور خدا کی رضا حاصل کرنے والے وجودوں میں تبدیل کرنا ہے۔

میں امید رکھتا ہوں کہ اگر ہم ساری دنیا میں اس منصوبے پر عمل شروع کر دیں تو اس کے غیر معمولی فوائد فوری اگر نظر نہ بھی آئیں تو آئندہ چند سال میں ظاہر ہوں گے اور ہمارے جتنے بھی نیک منصوبے ہیں ان سب میں برکت پڑ جائے گی۔ منصوبے اچھے جتنے چاہے ہوں اگر اچھے کارکن میسر نہ ہوں تو منصوبے بے معنی ہو جایا کرتے ہیں۔ اچھے کارکن میسر ہوں مگر تعداد کافی نہ ہو اور منصوبہ زیادہ بوجھ اٹھانے والا ہو تو پھر بھی انسان بہت سی برکتوں سے محروم رہ جایا کرتا ہے۔

تو جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اعلیٰ منصوبوں کی کوئی کمی نہیں ہے، جماعت خود ایک نہایت اعلیٰ منصوبہ ہے لیکن کام کرنے والوں کی کمی ہے اور جتنا آپ نے ترقی کی ہے اتنا اس کمی کا احساس زیادہ پیدا ہوا ہے۔

گزشتہ چند سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ابتلا کے نیک پھل کے طور پر خدا نے جماعت کو بہت ہی ترقی عطا فرمائی ہے اور اس ترقی نے میری توجہ اس بات کی طرف مبذول کی ہے کہ اگر سارے ہم شامل ہو جائیں اور اپنا سب کچھ اس راہ میں ڈال دیں تو سینکڑوں گنا زیادہ ترقی اور ممکن ہے۔ بہت سے درجات ہیں جنہیں ہم نے ابھی طے کرنا ہے اور جو ہمارے منتظر ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے یہ کام ایک دو سال میں تو مکمل نہیں ہوا کرتا کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے، لمبی محنت ہے جو چاہئے۔ جس طرح زمینیں بحال نہیں ہوا کرتیں اسی طرح انسان بھی اتنی جلدی بحال نہیں ہوا کرتے۔ وقت لگتا ہے بہت محنت چاہئے، نئی نئی ترکیبیں پھر آپ کو سوجھیں گی اور چار پانچ دس سال کے اندر مسلسل جماعت کی حالت بدلتی رہے گی۔

بہت ضروری ایک اور نقطۂ نگاہ سے بھی ہے اگر آپ کے پاس اچھے مربی اور نہ آئے تو نئے

آنے والوں کی تربیت سے ہم محروم رہ جائیں گے اور اس کے نتیجے میں پھر بہت سے خطرات ہیں جو درپیش ہوں گے ہمارا کردار بدل جائے گا بجائے اس کے کہ ہم مؤثر ہوں لوگوں پر ہم متاثر ہو جائیں گے۔ تو جتنی نئی قومیں کثرت کے ساتھ آنے والی ہیں جن کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں، جن کے ہراول دستے داخل ہونا شروع ہو گئے ہیں جماعت میں۔ ان قوموں کی تربیت کا تقاضا ہے کہ ہم جلد سے جلد اپنے مربیوں کی تعداد بڑھائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔